علی عزت بیگووچ مرحوم

محمد ایوب منیر○

بلقان کی سرزمین پر اسلام کا علم بلند کرنے اور بوسنیا ہرزی گووینا کی آزادی برقرار رکھنے میں مجاہدانہ کردار ادا کرنے والے علی عزت بیگووچ ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو اس دارفانی سے رخصت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! اُن کی وفات سے بوسنیا ایک اعلیٰ پائے کے دانش ور' تجربہ کار قانون دان اور اصولوں کی جنگ لڑنے والے سیاست دان سے محروم ہوگیا ہے۔ مسلم دنیا عمومی طور پر اور اسلامی تحریکات خصوصی طور پر اُن کی جدائی پر ملول ہیں اور ربِ کریم کے حضور اُن کی سرخروئی کے لیے دُعاگو بھی۔

علی عزت بیگووچ ۸ اگست ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے۔ اِن کے اجداد بلغراذ شہر کے رہنے والے تھے۔ علی کی پیدائش سراجیوو کے نواح میں ہوئی۔ جب ان کی عمر دو سال تھی تو اِن کا خاندان مستقلاً سراجیوو شہر میں مقیم ہوگیا۔ علی کے دادا فوجی تھے اور ان کی دادی ترکی سے تعلق رکھتی تھیں۔ علی کے والد ایک چھوٹی کمپنی میں ملازم تھے۔ علی پر اپنی والدہ کے بے انتہا اثرات تھے جو ایک دین دار خاتون تھیں۔ انھوں نے اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد گراداکاک شہر کا رُخ کیا تاکہ فوج کی جبری بھرتی سے بچ سکیں۔

اُس زمانے میں یوگوسلاویہ پر کمیونسٹ حکمران تھے۔ مذہب سے برگشتہ کرنے والا لٹریچر اسکول میں لازماً پڑھایا جاتا تھا لیکن ماں کی تربیت کے سبب خدا مخالف' مذہب دشمن خیالات ان

○ لیکچرار' گورنمنٹ اسلامیہ کالج' لاہور کینٹ

نے 'مقدمہ سرائیوو' کے نام سے غیرمعمولی شہرت حاصل کی۔ علی کے خیالات کو بنیاد پرستی کی دعوت قرار دیا گیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء کو ۱۹ سال کا ریکارڈ مرتب کر کے عدالت میں پیش کیا گیا کہ علی عزت اور بہمن عمر کتابوں کے ذریعے زیرزمین سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور موجودہ حکومت کا تختہ اُلٹ کر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ علی کو ۱۴ سال قید کی سزا سنائی گئی۔

علی عزت بوسنیا کے مسلم عوام کی حالتِ زار پر پہلے بھی فکرمند رہتے تھے۔ قیدخانے میں پہنچ کر اُنھیں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر ہونے والے ظلم و ستم کا اندازہ بھی ہوگیا۔ جیل کے اندر ہی اُنھوں نے سیاسی جدوجہد کا تفصیلی خاکہ مرتب کرلیا۔ اس سے ۲۰، ۲۵ برس قبل علی عزت نے اسلام، عیسائیت، دورِ جدید اور آیندہ لائحہ عمل کے زیرِعنوان چند مضامین لکھے تھے۔ دوسری بار قید ہونے کے بعد اُنھیں موقع مل گیا کہ اِن مضامین کو ازسرِنو تحریر کریں۔ یہ مضامین کتابی شکل میں امریکہ سے Islam between East & West کے نام سے شائع ہوئے۔ امریکہ میں اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور اس کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی شائع ہوئے جس سے علی عزت کی شہرت سمندر پار پہنچ گئی۔ مذکورہ کتاب کا اُردو ترجمہ ادارہ معارفِ اسلامی لاہور اسلام اور مشرق و مغرب کی تہذیبی کش مکش کے نام سے شائع کرچکا ہے۔

چھ برس بعد علی عزت کو قید سے رہائی ملی۔ اُس وقت رُوس کے زوال کے بعد یوگوسلاویہ کی کمیونسٹ پارٹی شکست و ریخت کا شکار ہو رہی تھی۔ علی عزت نے اپنے ۴۰ دوستوں کے ہمراہ پارٹی فار ڈیموکریٹک ایکشن (SDA) قائم کی۔ ۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء کو اس کا منشور منظرِعام پر آیا۔ انسانی وجمہوری اقدار کی بالادستی کی جدوجہد اس کا مطمح نظر ٹھیرا۔ اسی سال قومی انتخابات ہوئے تو بھرپور مہم چلائی گئی 'اپنی سرزمین اپنا نظریہ' اِن کا نعرہ تھا۔ اُس وقت یوگوسلاویہ کے صوبہ بوسنیا ہرزیگووینا میں رجسٹرڈ مسلمانوں کی تعداد ۲۲ لاکھ ۸۹ ہزار تھی۔ اسمبلی کی ۲۴۰ نشستوں میں سے ۸۶ پر علی عزت کے ساتھی کامیاب ہوئے اور یہ پارٹی قوت بن کر اُبھری۔

روس کے بعد یوگوسلاویہ میں ٹوٹ پھوٹ کا آغاز ہوا تو مقدونیہ، مانٹی نیگرو، کروشیا اور سلووینیا نے اسمبلی میں قراردادیں پاس کر کے آزادی کا اعلان کردیا اور ان کے اعلانِ آزادی کا

خیر مقدم کیا گیا۔ ان حالات میں بوسنیا کی اسمبلی نے بھی آزادی کی قرارداد پاس کر لی۔ ۲۲ مئی ۱۹۹۲ء کو یورپین یونین نے بوسنیا کی آزادی کو تسلیم کر کے ممبرشپ دے دی۔ بوسنیا کے لیے جو جھنڈا منتخب کیا گیا وہ ہسپانیہ کے مسلمانوں کا تھا جو وہ اپنے دورِ عروج میں استعمال کرتے رہے تھے۔ لیکن بوسنیا کی آزادی نے بلقان کے علاقے میں آگ اور خون کے ایک شرمناک سلسلے کا آغاز کر دیا۔ آرتھوڈوکس سربوں اور کروٹوں نے بوسنیا کے اعلان کو تسلیم نہ کیا۔ ۱۹۹۵ء تک بوسنیا دنیا کے اخبارات کی نمایاں ترین سرخیوں کا عنوان بنا رہا۔ ۲۲ لاکھ آبادی میں سے ۲ لاکھ مسلمان (جو ۵۱ ہزار مربع میل رقبے پر پھیلے ہوئے تھے) شہید کر دیے گئے۔ مسلمانوں کو تعذیب خانوں (Concentration Camps) میں رکھا گیا' اُن کی عورتوں کی جبری اجتماعی آبروریزی جنگی تدبیر (war tactic) کے طور پر کی جاتی رہی' مسلمانوں کے دلوں میں خوف بٹھانے کے لیے حلقوم پھاڑ کر تڑپانے اور ہلاک کرنے (throat slitting) کا طریقہ متعارف کرایا گیا۔ یوگوسلاویہ کے جانشین سربیا کے صدر سلوبودان میلاسووچ اور رادوان کرادزچ نے ساری دنیا اور اس کے عالمی اداروں کو پسِ پُشت ڈال کر مسلمانوں کے شہر تباہ کر دیے' مسجدیں شہید کر دیں' کوچہ و بازار خاک کر دیے۔ عالمی اداروں' مثلاً اقوامِ متحدہ کی امن فوج' یورپین یونین کمیشن اور دیگر فلاحی و رفاہی تنظیموں کو زچ کر کے رکھ دیا۔ مذاکرات کی میز پر بھی نئے نئے داؤپیچ آزمائے گئے' تبادلۂ آبادی' محفوظ مقامات (Safe Havens)' وسیع تر آزادی' وفاقی حکومت' چھ صوبے اور کتنی ہی تدابیر کے ذریعے بوسنیا کو آزادی سے دستبردار کرنے کی کوشش کی گئی۔ سراجیوو کا کئی سال محاصرہ رہا۔ موستار' بنجالوکا' اور دیگر شہروں اور چھوٹے بڑے قصبوں پر ٹینک چڑھا دیے گئے۔ حقیقی معنوں میں بلڈوزر پھیر دیے گئے۔ شمالی اوقیانوس معاہدہ عظیم (NATO) اور کئی مؤثر ادارے اس نسل کشی پر خاموش تماشائی بنے رہے کیونکہ خون یورپین کا نہیں یورپین مسلمان کا بہہ رہا تھا۔

پانچ برسوں میں نجانے کتنے مواقع آئے کہ جب یہ حکومت ختم ہو جاتی اور بوسنیا' سربیا کی گود میں چلا جاتا لیکن ایک شخص تھا جس نے ہمت نہ ہاری اور وہ شخص بوسنیا کا صدر علی عزت بیگووچ تھا' جو ڈٹا رہا' سفارتی جنگ بھی لڑی' دیگر ممالک سے امداد و تعاون کے لیے درخواستیں

بھی کرتا رہا' عالمی اداروں کے دروازے بھی کھٹکھٹاتا رہا' امن اور انصاف کی دُہائیاں دیتا رہا' اپنے عوام کے لاشوں کو دفناتا بھی رہا' بچ رہنے والوں کو پُرسہ دیتا رہا' فوج کی تنظیمِ نو کرتا رہا اور بالآخر بوسنیا کو اس صدی کے المناک طوفانِ حوادث سے نکال کر آزادی کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ بوسنیا کے عوام پر کیا گزری' کون کون سے معاہدے ہوتے رہے' کہاں کہاں کانفرنسیں ہوتی رہیں' عالمی چودھریوں اور شاطروں کا کیا کردار رہا' اس کی تفصیلات محمد الیاس انصاری نے اپنی کتابوں مقدمۂ بوسنیا اور سانحۂ بوسنیا میں فراہم کر دی ہیں۔

بوسنیا کے لیے حمایت حاصل کرنے کے لیے علی عزت بیگووچ ایران' ترکی' اٹلی' فرانس' جرمنی' برطانیہ' امریکہ اور ہر اُس جگہ گئے کہ جہاں انصاف مل سکتا تھا یا دادرسی ہو سکتی تھی۔ اپنی خودنوشت سوانح عمری Inescapable Questions میں انھوں نے اس دور کی تفصیلات فراہم کی ہیں۔ امیر جماعتِ اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد جنگِ بلقان کے دوران ان سے جا کر دو بار ملے اور اُمتِ مسلمہ کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ مذکورہ کتاب میں جو اسلامک فاؤنڈیشن لسٹر نے شائع کی ہے' علی عزت نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ دُنیا بھر کے مسلمانوں نے بوسنیا کے مسلمانوں کی اخلاقی پشت پناہی کی۔ جو ممالک سرکاری طور پر اُن کے لیے آواز بلند کرتے رہے اُن کی تفصیلات بھی درج ہیں۔

علی عزت بیگووچ نے ۱۴ دسمبر ۱۹۹۵ء کو Dayton کے مقام پر ہونے والے معاہدے پر دستخط کر دیے جس کے بعد بلقان میں جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور موجودہ بوسنیا وفاق وجود میں آیا۔ اس میں ایک صوبہ بوسنیائی سربوں پر مشتمل ہے' جب کہ دوسرے صوبے میں مسلمانوں اور کروٹوں کی فیڈریشن ہے۔ اُن پر الزام عائد کیا گیا کہ وہ اصل مطلوب رقبے سے کم پر رضامندی کا اظہار کر رہے ہیں لیکن اُن کے حالات ایسے ہی تھے جن کا قائداعظم محمد علی جناح کو قیامِ پاکستان کے موقع پر سامنا تھا۔ بوسنیا کے مسلمانوں نے جو لازوال قربانیاں دی ہیں اُس کا اندازہ برعظیم سے ہجرت کر کے آنے اور خاندان کٹوانے والے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں بوسنیا کی صدارت کے لیے تین ممبران پر مبنی صدارتی کونسل میں علی عزت بھی شامل تھے۔ بعدازاں سال ۲۰۰۰ء میں اُنھوں نے مسلسل خرابیِ صحت کی بنا پر استعفا دے دیا۔ بوسنیا کے لوگ اُنھیں محبت کے

ساتھ ''باباجان'' کہتے ہیں۔

علی عزت بیگووچ پر الزام تھا کہ وہ انتظامی مشینری پر قابو نہیں پا سکے ہیں اور ملک میں بدعنوانی اپنے عروج پر ہے۔ عالمی اداروں کی طرف سے بحالی کے لیے ملنے والی بڑی بڑی رقوم سرکاری مشینری اور افسر ہضم کر رہے ہیں۔ اُن کے مخالفین یہ بھی کہتے تھے کہ وہ اپنے بیٹے بقر بیگووچ کو بوسنیا کا صدر بنانا چاہتے ہیں۔ علی عزت نے ان الزامات کی تردید کی اور اُمید ظاہر کی کہ بوسنیا کو جو اندرونی مسائل درپیش ہیں اُن میں جلد کمی آجائے گی۔

بوسنیا کی آزادی کی جنگ کے دوران علی عزت کو کئی سربراہانِ مملکت سے بار بار ملنے اور اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کا موقع ملا۔ انھیں امریکہ و یورپ کی یونی ورسٹیوں نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری بھی دی۔ اسلام کے لیے ان کی خدمات کے اعتراف میں فیصل ایوارڈ بھی دیا گیا۔ طویل عرصے تک بیمار رہنے کے بعد علی عزت بیگووچ ہم سے رخصت ہو چکے ہیں اُن کی وفات کے بعد اُن کی پارٹی کے تین دھڑوں مین تقسیم ہونے کے واضح امکانات موجود ہیں' تاہم آج بھی دُنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے وہ ہمت و جرأت کا مینارۂ نور ہیں ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

علی عزت بیگووچ ایک جملہ بار بار کہا کرتے تھے اور وہ ہمارے لیے بھی غور و فکر کی راہیں وا کرتا ہے کہ 'جب زندگی کا کوئی متعین مقصد نہ رہے تو زندہ رہنا بے معنی ہو جاتا ہے'۔

ترجمان القرآن کے پیغام کی اشاعت میں

اپنا حصہ ادا کیجیے — نئے خریدار بنائیے

ملت کی خدمت کیلیے | صلاحیتوں میں نکھار کیلیے | شخصیت کی تعمیر کیلیے | روشن مستقبل کیلیے

جامعہ اسلامیہ جدیدہ

فیصل ٹاؤن وہاڑی

سرپرست: شیخ القرآن والحدیث حضرت
مولانا عبدالمالک مدظلہ' ایم این اے

صدر: امیر جماعت اسلامی ضلع وہاڑی
چودھری محمد طفیل وڑائچ

جماعت اسلامی کا مثالی تعلیمی، تربیتی اور اقامتی ادارہ

- اپنی اور اپنی اولاد کی عاقبت سنوارنے کے لیے اُنھیں نظریاتی کارکن/علماے دین بنانے کی فکر کیجیے۔ آج یہ آپ کے اختیار میں ہے' دیکھنا! کل کہیں پچھتانا نہ پڑے۔
- جامعہ کا مقصد اعلیٰ سیرت و کردار کے حامل ایسے نوجوان علماے دین تیار کرنا ہے جو کہ اسلامی علوم کے مستند ماہرین ہونے کے ساتھ ساتھ عصری علوم پر بھی دسترس رکھتے ہوں اور جو فروعی اختلافات سے بالاتر ہو کر اسلامی نظام زندگی کے احیاء و قیام (فریضہ اقامت دین) کے لیے ملک و قوم کی خدمت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔
- پرائمری کے بعد گیارہ سالہ اور مڈل کے بعد آٹھ سالہ نصاب تعلیم' ایم اے عربی/اسلامیات کے مساوی فاضل درس نظامی اور دورہ حدیث کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مروجہ جدید تعلیم
- طلبہ کی تعمیر سیرت و کردار کے لیے تعصب سے پاک بہترین ماحول' تمام طلبہ کے لیے مفت تعلیم اور طبی سہولیات جب کہ مستحق اور یتیم طلبہ کے لیے قیام و طعام' لباس اور کتب کی فری سہولیات

اعلان داخلہ

درس نظامی/دورۂ حدیث کے مکمل آٹھ سالہ کورس کے سال اوّل میں ۲۰ شوال تک داخلہ ہوگا

شرائط داخلہ: ● داخلہ بذریعہ ٹیسٹ ہوگا ● درجہ مڈل کا امتحان پاس کیا ہوا ہو
● عمر ۱۵ سال سے زائد نہ ہو ● قرآن پاک ناظرہ پڑھا ہوا ہو
● حافظِ قرآن کو ترجیح دی جائے گی

فوری ضرورت اساتذہ

تجربہ کار' تحریکی اور نظریاتی اساتذہ (انگریزی' ریاضی' کمپیوٹر' عربی درس نظامی)۔ اپنی درخواستیں ہمراہ نقول اسناد و شناختی کارڈ 15 دسمبر 2003ء تک ارسال فرمائیں۔ معقول مشاہرہ اور مراعات

ڈاکٹر محمد اقبال رئیس الجامعہ فون 0693-63362 رہائش 0693-62219 مولانا فصیح الدین مدنی' فاضل مدینہ یونی ورسٹی